احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 28 نومبر 2014ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

# الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 28 نومبر 2014ء 5 صفر 1436 ہجری 28 نبوت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 269

## شمع رخ انور

تعریف کے قابل ہیں یا رب ترے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے
فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے
ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

(کلام محمود)

# اخلاق عالیہ صحابۂ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوعبیدہؓ کی دانشمندی بے نفسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا وہ واقعہ بھی تاریخ میں ہمیشہ سنہرے حروف سے لکھا جائے گا کہ حضرت ابوعبیدہؓ کو حضرت عمرؓ کا خط ملا۔ جس میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا ذکر تھا اور حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کو معزول کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب تک اہل دمشق کے ساتھ صلح نہ ہوگئی اور معاہدہ صلح پر آپ نے حضرت خالدؓ سے دستخط کروائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو بعد میں پتہ چلا تو آپ سے شکوہ کیا مگر آپ ٹال گئے اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کردیا۔ اسلامی جرنیل حضرت خالدؓ نے اس موقع پر اطاعت خلافت کا شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے کہا لوگو! تم پر اس امت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب میں کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور قبیلہ کا بہترین نوجوان ہے۔

(طبری جز 4 صفحہ 254-255 بیروت، مسند احمد جلد 4 صفحہ 90)

حضرت ابوعبیدہؓ کا حسن سلوک اپنوں سے ہی نہیں پرایوں اور بیگانوں سے بھی رواداری اور احسان کا تھا۔ چنانچہ شام کی عیسائی رعایا کو آپ نے مکمل مذہبی آزادی عطا فرمائی اور اسلامی فتوحات کے بعد مفتوحہ علاقوں میں عیسائیوں پر ناقوس بجانے اور صلیب نکالنے کی جو پابندیاں تھیں، آپ نے ان میں نرمی اور آزادی عطا فرمائی۔ جس کا عیسائیوں پر بہت نیک اثر ہوا۔

الغرض حضرت ابوعبیدہؓ کو رسول خداؐ نے امین الامت کا جو خطاب عطا فرمایا تھا انہوں نے اس کی خوب لاج رکھی۔ آپ کی ساری زندگی ادائیگی امانات کا خوبصورت مرقع اور بہترین تصویر نظر آتی ہے۔ تبھی تو حضرت عمرؓ آپ کو صحابہ رسول میں ایک ممتاز مقام کا حامل قرار دیتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اپنی مجلس میں ایک نہایت اچھوتے انداز میں حضرت ابوعبیدہؓ کے کمالات کا تذکرہ کیا۔ پہلے اپنے مصاحبوں سے فرمایا کہ اپنی اپنی خواہش اور تمنا بیان کرو کسی نے کہا میرا دل کرتا ہے کہ سونے چاندی سے بھرا ہوا میرا گھر ہو اور وہ راہ خدا میں صدقہ کردوں۔ کسی نے کچھ اور تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے ”میرا دل کرتا ہے کہ ایک وسیع گھر ہو جو ابوعبیدہ جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہو۔“

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 413)

## سچائی کی روح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آکر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔ یہ پہلے مفقود تھی۔ آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔ اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔

(روزنامہ الفضل 15 جنوری 2014ء)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

## دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کردیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت

# عہد مصطفویؐ کا مثالی نظام معیشت

## اور قدوسی تاجر، باخدا صنّاع اور خوددار مزدور

مذاہب عالم کی تاریخ میں انسانیت زندہ باد کا پہلا نعرہ عہد مصطفویؐ کے قائم فرمودہ نظام معیشت کے دوران بلند ہوا جبکہ غریبوں اور یتیموں اور بے کسوں کی مظلوم دنیا نے پہلی بار یہ نظارہ دیکھا کہ نبیوں کے بادشاہ شہ لولاک محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک صحابیؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے ہاتھ کیوں سیاہ پڑ گئے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دن بھر پتھر پر پھاؤرا چلاتا ہوں اور اس سے اہل و عیال کی روزی کماتا ہوں یہ سنتے ہی آنحضور ﷺ نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ (اسدالغابہ تذکرہ سعد انصاری)

یہ اعزاز و اکرام ہی تھا جس نے پورے معاشرے میں محنت کشی، اکتساب رزق اور تجارت و صنعت کی عظمتوں کو چار چاند لگا دئے تھے اور بیکاری اور گداگری کی ذہنیت کو مسل کے رکھ دیا۔

اگرچہ مدینہ کی تجارت پر یہود قابض تھے مگر اصحاب رسولؐ نے یہود کے مقابل شہر میں متعدد بازار کھول دئے ایک بازار تو اس مقدس بستی کے اندر تھا ایک قبا میں جس کے بانی غالباً عمرو بن عوف تھے اسی طرح ام العیال مسجد الرایہ اور بقیع میں پُر رونق دکانیں کھل گئیں۔ (سیر الصحابہ جلد سوم ص 73)

حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اس دور مقدس کے نامی گرامی تاجر، جاگیردار اور زمیندار تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے شہر میں کھانے کی دکان (ریسورنٹ) کھول رکھی تھی جس سے خوب بکری ہوتی تھی۔

حضرت خباب بن ارتؓ لوہار تھے ان کی بنائی ہوئی تلواریں بہت مقبول تھیں۔ حضرت عبداللہؓ بن سلام جیسے متمول و ذی ثروت صحابی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے جا رہے تھے کہ لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا جس پر آپ نے فرمایا میں اس مزدوری سے کبر و غرور کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں۔

(سیر الصحابہ جلد دوم۔ حصہ دوم صفحہ 236 تالیف جناب مولوی معین الدین صاحب ندوی پبلشر ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

### دلچسپ تاریخی واقعات

اس ضمن میں تاریخ اور کتب سیر میں کئی نہایت ایمان افروز دلچسپ واقعات ہمیں ملتے ہیں نمونۃً تین کا ذکر کافی ہوگا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، صدیق اکبرؓ کی تبلیغ سے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور حق کے مقدس قافلہ مصطفوی میں شامل ہو گئے خلعت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد آپ کو جلاوطن ہونا پڑا پہلے ہجرت حبشہ کی پھر مدینہ آ گئے جہاں آنحضرتؐ نے انہیں حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری کے دامن اخوت سے وابستہ فرما دیا وہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض تھے کہنے لگے میں اپنا نصف مال و منال تمہیں بانٹ دیتا ہوں میری دو بیویاں ہیں جو پسند آئے ان کا نام بتلا دو میں طلاق دے دوں گا بعد عدت تم نکاح کر لینا۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے غیور صحابی نے جواب دیا خدا تمہارے اموال و عیال کو برکت بخشے **مجھے صرف بازار دکھا دو۔ لوگوں نے بنی قینقاع کے بازار میں پہنچا دیا جہاں آپ نے باقاعدہ تجارت شروع کر دی** خدائے رزاق نے ایسی برکت ڈالی کہ تھوڑے عرصہ کے اندر امیر کبیر بن گئے۔

(ایضاً صفحہ 120-121)

حضرت سلمانؓ فارسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اہل بیت کا فرد قرار دیا تھا آپ مدائن کے گورنر تھے پانچ ہزار دینار ماہانہ تنخواہ ملتی تھی مگر اس کے باوجود اپنے ہاتھ سے چٹائیاں بُن کر وجہ معاش پیدا کرتے تھے اور سرکاری خزانہ کی رقم راہ خدا میں صرف کر دیتے تھے۔

(اسدالغابہ بحوالہ "مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے" صفحہ 106 مولف شیخ رحمت اللہ خاں شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان۔ اشاعت یکم اپریل 1939ء)

حضرت سلمانؓ سادگی اور غنا کا مرقع تھے۔ ایک بار ایک شخص نے جانور کے لئے چارہ خریدا۔ حضرت سلمانؓ کھڑے تھے انہیں مزدور سمجھ کر چارہ ان کے سر پر زبردستی رکھ دیا رستہ میں لوگوں نے بتایا کہ یہ تو صحابی رسولؐ اور گورنر مدائن ہیں جس پر وہ شخص سخت نادم ہوا اور فوراً گٹھڑی خود اٹھا لینے کا قصد کیا مگر حضرت سلمانؓ نے انکار کر دیا اور سامان اس کے گھر تک پہنچا کے واپس تشریف لائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصل ذریعہ معاش قبل از اسلام تجارت تھا آپ قریش کے سب سے بڑے اور متمول تاجر تھے اور بزازی آپ کا محبوب شغل تھا۔ عہد اسلام میں بھی آپ نے مال تجارت لے کر دور دراز ممالک تک سفر کئے۔ وصال نبویؐ سے بھی ایک سال قبل بغرض تجارت بصریٰ تشریف لے گئے۔

منصب خلافت پر فائز ہونے کے اگلے ہی روز آپ نے حسب معمول کپڑے کے تھانوں کا گٹھا اٹھایا اور خرید و فروخت کے لئے بازار چل دئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب نے انہیں دیکھ لیا انہوں نے عرض کیا حضور اب تو آپ ہمارے امیر ہیں یہ کام چھوڑ دیں آپ آبدیدہ ہو گئے فرمایا آخر مجھے اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرنا ہے بہرحال آپ ان کے کہنے پر واپس گھر تشریف لے آئے اور بزرگ صحابہ نے بیت المال سے آپ کا وظیفہ مقرر کرا دیا۔ جس کی تفصیل ابن سعد نے یہ بیان کی ہے کہ روزانہ آدھی بکری کا گوشت ان کے لئے اور ان کے اہل و عیال کے لئے ملتا تھا اور اہل و عیال کے کپڑے بھی۔ آپ کو دو چادریں ملتی تھیں جب وہ پرانی ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر کے دوسری لے لیتے۔

(بحوالہ سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 94-95 و "مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے" صفحہ 108)

### حضرت صدیق اکبرؓ کی وصیت

حضرت صدیق اکبر نے مرض الموت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر وصیت فرمائی کہ مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس ایک خادمہ اور دو اونٹنیوں کے سوا کچھ نہیں میرے مرتے ہی یہ حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی جائیں اسی طرح میری تجہیز و تکفین کے بعد گھر میں کوئی اور چیز بھی بیت المال کی ہو تو واپس کر دی جائے۔ پھر ارشاد فرمایا

**اس وقت جو کپڑا میرے بدن پر ہے اس کو دھو کر دوسرے کے ساتھ کفن دینا۔**

حضرت عائشہؓ نے عرض کی ابا یہ تو بوسیدہ اور پرانا ہے کفن کسی نئے کپڑے کا ہونا چاہئے۔ فرمایا:

**زندہ لوگ مُردوں کی نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں میرے لئے یہی پھٹا پرانا بس ہے۔**

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے "طبقات ابن سعد" حالات حضرت ابوبکر صدیقؓ)

سیدنا حضرت ابوبکرؓ صدیق 22 جمادی الآخرہ 13ھ مطابق 25/ اگست 634ء کو خالق حقیقی سے جا ملے اور شہ کونین خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے قریب تھی۔ ازاں بعد جب فاروق اعظم امیر المومنین سیدنا حضرت عمرؓ خطاب روضہ رسولؐ میں سپرد خاک کئے گئے تو آپ کا سر آنحضورؐ کے مبارک قدموں کے پاس تھا۔

### زبان اردو۔ غلام مسیحِ زماں

میں غلامِ مسیحِ زماں ہو گئی
ہے حقیقت کہ میں جاوداں ہو گئی
تیری خدمت میں حاضر ہوئی جب سے میں
تب سے عرب و عجم کی زباں ہو گئی
وہ خزائن جو صدیوں سے مدفون تھے
ان خزائن سے میں ضوفشاں ہو گئی
سب زبانوں کی جامع ہوئی بے گُماں
تیری برکت سے میں گلفشاں ہو گئی
تو ہے سلطان تحریر و تقریر کا
میں ہوں خوش بخت تیری زباں ہو گئی
مجھ کو بویا فقیروں نے تیرے لیے
تیری تحریر سے میں جواں ہو گئی
میر و غالب نے سینچا تھا مجھ کو کبھی
تجھ کو پایا تو رشک جناں ہو گئی

**آصف محمود ڈار**

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ............ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ............ مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ............ قیمت 5 روپے

تبرکات

# حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک صاحب نے چند اہم سوالات لکھ کر ارسال کئے اور حضور نے ان کے جواب لکھائے۔ جو افادہ عام کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

## شیطان وابلیس

### سوال

شیطان کے متعلق ایک فریق کہتا ہے کہ شیطان انسانی وجود کے علاوہ کوئی دوسرا وجود نہیں۔ جو انسانوں کو بدی کی تحریک کرے یا گمراہ کر سکے۔ اور نہ وہ شیطان یا ابلیس زندہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ آتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ انسانی مخلوق سے کوئی علیحدہ ہستی نہ تھی۔ یعنی وہ کھاتا پیتا سوتا جاگتا تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں سے پنہاں چیز نہ تھی جیسے آج کل کے اشد مکفر اور معاند ہیں۔ وہ بھی تھا۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ وہ انسانی وجود سے کوئی علیحدہ ہستی ہے۔ جو ملائکہ کے بالمقابل انسانوں کو برائی کی تحریک کرتی ہے مگر عباداللہ پر اس کا تسلط نہیں اور وہ ابلیس جس کا ذکر قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ پر آیا ہے۔ وہ اسی طرح زندہ ہے اور اس کا وجود انسان کی طرح لوازمات مثل خورونوش، نینداور بیداری وغیرہ کا محتاج نہیں اور وہ ملائکہ کی طرح انسانی آنکھوں سے اوجھل ہستی ہے۔ منکرین ومکفرین انبیاء فرعون ابوجہل، نمرود، شداد قوم عاد، ثمود وغیرہ اس کے بروز مظہر اور ظل ہیں۔ جنہیں شیاطین کہا جاتا ہے۔

نیز آپ یہ بھی فرمائیں کہ حضرت مسیح موعود نے رسالہ ضرورۃ الامام میں شیطان کو ملکوت الارض میں سے فرمایا ہے اور کیا شیطان آسمان پر بھی چڑھ سکتا ہے۔ یا نہیں۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ جو کلام الٰہی ثابت ہے وہ اس کے ساتھ الہام یا وحی الٰہی کہلا سکتی ہے یا واقعات کا نقشہ خداوند کریم نے کھینچا ہے اور کیا اس کا اپنا ارادہ اور تصرف ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً شیطانی الہام اگر خدا تعالیٰ نے خود انسانوں کے امتحان کے لئے اسے پیدا کیا ہے۔ تو کیا اس کا بھی حساب کتاب متعلقہ جنت ودوزخ ہوگا یا نہیں اور کیا وجود شیطان کا ماننا بھی جزو ایمان ہے۔ بعض روایات سے ابلیس اور شیطان کا وجود ایک ہی ثابت ہوتا ہے بعض سے علیحدہ علیحدہ۔ کیا ابلیس کے علاوہ اور چیزوں کو بھی شیطان یا شیاطین کہا جاتا ہے۔ اور شیاطین کے بچوں سے کیا مراد ہے۔ ہر انسان کے ساتھ جو شیطان (خارجی ہستی) بدی کا محرک بمقابل ملائکہ کے کہا جاتا ہے ایک ہی ہے۔ یا ہر انسان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ وہ اصل کے تابع ہیں۔ یا اپنے نفسوں کو ہی کہا گیا ہے۔ اور جنات شیطان کو کہا گیا ہے یا انسانوں کو یا اور کسی مخلوق کو اور داعی الی الخیر اور داعی الی الشر (ملائک اور شیاطین) کو **والقدر خیرہ و شرہ من اللّٰہ** تعالیٰ سے کیا کوئی تعلق ہے۔

### جواب

پہلا سوال شیطان کے متعلق ہے۔ اسے ایک سوال قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ بہت سے سوالات ہیں۔ اس کے الگ الگ حصوں کے جواب حضور علیحدہ علیحدہ اس طرح فرماتے ہیں۔

”شیطان کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے حق سے دُور ہونے والے وجود کے ہیں۔ یا بدی میں ترقی کر جانے والے کے۔ اور ابلیس ایسے وجود کو کہتے ہیں۔ جو مایوس ہو جائے۔ میری تحقیق قرآن کریم سے یہی ہے کہ شیطان اور ابلیس ایک ایسے وجود کا بھی نام ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان کے لئے ملائکہ کے مقابل میں رکھا ہے اور اس شیطان کے لئے اس وقت تک کہ اس کا کام پورا ہو۔ موت نہیں۔ جس طرح کہ ملائکہ کے لئے اس وقت تک کہ ان کا کام پورا ہو موت نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بالمقابل جو وجود کھڑا ہوا تھا۔ وہ یہ شیطان بھی تھا اور اس کے اظلال بھی تھے۔ لیکن قصہ آدم علیہ السلام میں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ بدی کے محرک کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک حصہ اس کے اظلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا شیطان زندہ بھی ہے اور مر بھی چکا ہے۔ وہ زندہ ہے ان معنوں میں کہ محرک بدی انسانی نسل کے اس دنیا میں موجود رہنے تک قائم رکھا جائے گا۔ اور وہ مردہ ہے ان معنوں سے کہ اس کے وہ اظلال جن کا قصہ حضرت آدم میں ذکر آتا ہے۔ وہ اسی زمانہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ وہ شیطان جو محرک بدی ہے اس کے متعلق کسی ثواب اور عذاب کا سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایک آدمی کو قتل کرنے والا آدمی پھانسی پاتا ہے۔ لیکن بیسیوں آدمیوں کو جلا دینے والی بجلی تو کسی کی سزا کی مستحق نہیں ہوتی زلزلہ کا مادہ علاقوں کو اجاڑ دیتا ہے۔ اولوں کی بارش زمینداروں کو تباہ کر دیتی ہے۔ آندھیاں شہروں کو ویران کر دیتی ہیں۔ یہ دکھ دینے والی چیزیں ہیں۔ لیکن کسی شرعی الزام کے نیچے نہیں آتیں بے شک شیطان اور ابلیس کا ٹھکانا جہنم ہے جس طرح فرشتوں کا ٹھکانا جنت ہے۔ لیکن نہ فرشتے جنت سے متلذذ ہو سکتے ہیں اور نہ شیطان جہنم سے متالم۔ شیطان ایک ناری وجود ہے کیا آگ کا انگارہ بھی بھٹی میں دکھ پا سکتا ہے اس کا تو مقام ہی وہی ہے۔ پس شیطان کے دوزخ میں جانے کے معنے یہ نہیں کہ اس کو سزا دی جائے گی۔ بلکہ وہ جس جگہ کی چیز ہے۔ وہیں چلی جائے گی۔ ملائکہ اگر جنت میں جائیں گے تو وہ کسی انعام کے بدلے میں نہیں جائیں گے۔ اسی طرح شیطان بھی دوزخ میں کسی سزا کی وجہ سے نہیں جائے گا۔ ہاں جو اس کے اظلال ہیں۔ وہ اپنے اپنے مراتب کے مطابق سزا پائیں گے اس لئے کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں۔ جن کے لئے ان کو پیدا نہیں کیا گیا۔ سزا ہمیشہ ان کاموں کی ملتی ہے جو خلاف قانون طبعی ہوتے ہیں۔ ان کو چونکہ خلقتاً نیکی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ **ما خلقت الجن والانس**...... اس لئے جو شخص عبودیت کو ترک کرتا اور عبادت کو بھلا دیتا ہے۔ وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مگر محرک بدی تو پیدا ہی امتحان کے لئے کیا گیا ہے اس کو تو سزا تبھی مل سکتی ہے جب تحریک بدی میں سستی کرے۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اس کو برا کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ برا ہونا کسی چیز کا اور شے ہے اور سزا کا مستحق ہونا اور شے۔ پاخانہ کو گھر سے اٹھا کر اس لئے نہیں پھینکتے۔ کہ اس کو سزا دیتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا رہنا ہماری صحت کے لئے مضر ہے۔ محرک بدی شیطان جو ہے یہی حال اس کا بھی ہے۔ وہ بیماری اور گناہ کا نمائندہ ہے اس لئے لازمی طور پر اسے برا کہا جائے گا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ سزا کا مستحق نہیں ملامت کا مستحق نہیں ہاں اس کے ماتحت کچھ اظلال ہیں جو انسانوں میں سے بھی ہیں اور جنوں سے بھی۔ ایسی بدارواح جن کا مقصد پیدائش بدی نہیں۔ لیکن بدی کو پسند کر کے بدی کی محرک ہو جاتی ہیں۔ یا ایسے انسان جو بدی کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ وہ بدی کو پسند کر کے بدی کے محرک بن جاتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے اپنے درجہ کے مطابق شیطان اور ابلیس ہیں اور سزا کے مستحق ہیں۔

ملکوت الارض سے مراد ایسی طاقتیں ہیں جو کہ انسان کو سفلی چیزوں کی طرف لے جاتی ہیں اور ملکوت السماء سے مراد جو چیزیں انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتی ہیں ہر ملکوت الارض آسمان کی طرف جا سکتا ہے اور جاتا ہے۔ اور جس چیز کو خدا تعالیٰ نے انسانی ابتلاء کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ بھی آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور جس کو خدا تعالیٰ نے روحانیات کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ بدی کی محرک ہو جاتی ہیں وہ بھی اگر توبہ کر لے۔ یا سزا پا لے۔ تو آسمان کی طرف جا سکتی ہیں۔ درحقیقت کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو کسی نہ کسی وقت جا کر **ملکوت السماء** میں داخل نہ ہو جائے۔ ہر چیز براہ راست یا بالواسطہ آخر **ملکوت السماوات** میں داخل ہو جائے گی۔

وحی الٰہی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو ان وجودوں کی طرف نازل ہوتی ہے جن میں انکار و قبول کی قابلیت ہے۔ اصل وحی یہی کہلاتی ہے اور ایک وحی وہ ہوتی ہے جو ان اشیاء کی طرف ہوتی ہے۔ جن کے اندر انکار وقبول دونوں کی نہیں۔ بلکہ صرف قبولیت ہی کی قابلیت ہوتی ہے۔ یہ وحی محسوسات کی قسم سے ہے۔ شیطان یا دوسری کسی چیز کو کبھی خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے تو وہ محسوسات کی قسم ہی سے ہوتا ہے پہلی وحی انہی اشیاء کی طرف نازل ہوتی ہے۔ جن کے اندر انکار وقبول دونوں مادے ہوں۔ اس شیطان کا اپنا ارادہ وتصرف کوئی نہیں۔ جس کو محرک بدی کے طور پر کہا جاتا ہے وہ تو ایک طبعی قوت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے مقناطیس لوہا مقناطیس کو کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح بدی کی طرف جھکنے والے انسان اس وجود کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ پس اگر ہم قرآنی اصطلاحات کا صحیح ترجمہ کریں۔ تو ہم شیطان کو محرک بدی نہ کہیں گے۔ بلکہ انسان کے لئے موجب ابتلاء قرار دیں گے۔ اصل بدی انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور پھر اس بدی کی طاقت کے ذریعہ سے وہ ان اشیاء کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے جو کہ بدی کی طاقت بڑھانے والی ہیں۔ جیسے مقناطیس لوہے کو اپنے گرد اکٹھا کر لیتی ہے۔

شیطانی الہام سے مراد اس شیطان کا الہام نہیں ہوتا جسے خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے بطور ابتلاء بنایا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یا تو ان ارواح خبیثہ کا القاء ہوتا ہے۔ جو شیطان کی اظلال ہوتی ہیں یا شیطان سے اتحاد کے بعد قلب میں جو تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نام شیطانی الہام ہے۔ جیسے ملائکہ سے تعلق کے بعد قلب میں جو تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس کو ملکی الہام یا لمہ ملکی کہتے ہیں ایک سوال یہ ہے کہ کیا وجود شیطان کا ماننا بھی جزو ایمان ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان کے وجود پر ایمان لائے بغیر نجات ہوتی ہے یا نہیں۔ تو نہیں۔ اور اگر مراد یہ ہے کہ انکار کرنے سے نقصان پہنچتا ہے یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضرور۔ جس کو اس کا علم نہ ہو وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ بسا اوقات انسان گناہ کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ میرے اس ایک فعل کا نتیجہ کس قدر خراب نکلے گا۔ اگر اس کو معلوم ہو کہ اس کا گناہ گناہوں کے سمندر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور لوہے کی طرح مقناطیس کو اپنے گرد جمع کئے ہوئے ہے۔ تو پھر وہ اپنی بدی کو ایک فعل نہیں قرار دے گا۔ بلکہ یہ محسوس کرے گا۔ کہ اس ایک فعل کے نتیجہ میں تاریکی کی ہزاروں طاقتیں اس کے گرد جمع ہو گئی ہیں۔ جس طرح نجاست پر مکھیاں جمع ہو جاتی ہیں اور وہ خود بھی بیماریوں کے پھیلانے کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح شیطان اور اس کے اظلال جمع ہو جاتے ہیں او رپھر وہ بدی کو ساری دنیا میں پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ پس اگر کوئی انسان شیطان اور اس کی حقیقت کو نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر

بدی اور اس کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتا۔

آپ کا ایک سوال یہ ہے کہ ابلیس کے علاوہ بھی کسی چیز کو شیطان کہا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ارواح خبیثہ اور خبیث انسانوں کو بھی شیطان کہتے ہیں۔

ایک سوال آپ کا یہ ہے کہ شیاطین کے بچوں سے کیا مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بچوں سے مراد ایک تو شیطان کے اظلال ہیں۔ اور انسانوں سے شیاطین ہیں ان کے بچے سے مراد ان کے اپنے بچے ہیں۔ ہر انسان کے ساتھ جو شیطان بدی کا محرک ہوتا ہے۔ اس سے مراد وہ بدی کی قوت مجتمع ہے۔ جو آہستہ آہستہ انسان کے اندر جمع ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہر بد اور نیک فعل ایک ذاتی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اور ایک مجموعی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ ذاتی نتیجہ تو اسی وقت ظاہر ہوتا ہے لیکن مجموعی نتیجہ دوسرے افعال کے ساتھ مل کر اس وقت بھی اور بعد میں بھی مختلف نتائج پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور ہوتے ہوتے وہ ایک ایسی طاقت پکڑ لیتا ہے۔ کہ ہم اس کو ایک علیحدہ وجود کہہ سکتے ہیں۔ نیکیوں کی عادت جو طاقت انسان کے اندر پیدا کرتی ہے وہ اس کا ذاتی فرشتہ ہے اور بدیوں کی عادت جو انسان کے اندر طاقت پیدا کرتی ہے۔ وہ اس کا ذاتی شیطان ہے۔ فرشتہ اس کو نیکی کی تحریک کرتا چلا جاتا ہے اور شیطان اس کو بدی کی تحریک کرتا چلا جاتا ہے پہلی چوری دوسری چوری کے لئے انسان کو اتنا مجبور نہیں کرتی۔ بلکہ بسا اوقات اس کے دل میں ندامت پیدا کرتی ہے۔ لیکن دس بیس چوریوں کے بعد وہی انسان دوسرے کا مال دیکھ کر اپنے نفس میں ایسی کشش محسوس کرتا ہے۔ کہ اُسے اٹھائے بغیر اسے رہا نہیں جاتا۔ پہلی نیکی دوسری نیکی کے لئے انسان کو اتنا مجبور نہیں کرتی لیکن دس بیس دفعہ وہی فعل کرنے کے بعد اسے نیکی سے اتنی محبت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اس نیکی کو ترک کرنے میں اپنی موت محسوس کرتا ہے۔ یہ میلان طبع خواہ نیکی کا ہو یا بدی کا۔ ملائکہ اور شیطان کے لئے ایک نقطہ مرکزی ہو جاتے ہیں جہاں سے وہ انسان پر اپنا اثر ڈالتے رہتے ہیں اس کی تشریح رسول کریم ﷺ کے اس قول سے خوب ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میرے شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمان کر دیا اس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شروع سے بدیوں سے بچایا۔ اور وہ طاقتیں جو آخر شیطان کے قبضہ میں آ جاتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود میں اس طرح ظاہر کیا کہ وہ نیکی کی محرک ہو گئیں۔

اسلامی شریعت کی بناء ہی اس اصل پر ہے کہ وہ طاقتیں جن کو دنیا نے شیطانی قرار دیا تھا۔ ان کو ملکی بنا دیا جائے۔ لیکن یہ مضمون آپ کے سوال سے زائد ہے۔

آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ جن شیطانوں کو کہا گیا ہے۔ یا انسان کو۔ جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے جن انسانوں کو بھی کہا اور بعض ارواح کو بھی۔ ارواح کے لئے جب شیطان کا لفظ استعمال ہو۔ تو اس سے بُرے بھی قرار دیئے گئے ہیں۔ اور بھلے بھی۔

ایک سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ داعی الی الخیر و داعی الی الشر کو والقدر خیرہ وشرہ سے کیا تعلق ہے جواب یہ ہے کہ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ والقدر خیرہ وشرہ سے شیطان اور ملائکہ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ تو یہ ایک تاویل بعیدہ ہوگی۔ لیکن اگر یہ مراد ہو۔ کہ قدر خیر ملائکہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور قدر شر شیطان کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ تو ان معنوں میں یہ بات درست ہے۔

## موسیٰ اور خضر کا واقعہ

دوسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام والا واقعہ کشفی ہے۔ جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ کے نزدیک قطعی طور پر وہ ایک ظاہری وجود ہے۔ میرے نزدیک آپ کی تحریرات کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ کشفی ہے اور اسی وجہ سے میں اس واقعہ کو کشفی واقعہ سمجھتا ہوں۔

## آدم کی خلافت

تیسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ کیا آدم علیہ السلام کسی اور مخلوق کی ہدایت کے لئے خلیفہ مقرر ہو کر آئے تھے۔ جواب یہ ہے کہ آدم تو وہی ہیں جو آدم کی اولاد ہوں۔ مگر ایسی مخلوق ضرور موجود تھی جو اپنے مبدأ کے لحاظ سے آدم کے مشابہ تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہتری کے لئے بھی اور آئندہ نسلوں کی بہتری کے لئے بھی بھیجا۔ جو ان میں سے اس قابل تھے کہ ترقیات سے فائدہ اٹھائیں وہ حضرت آدم علیہ السلام پر ایمان لا کر روحانی آدمی ہو گئے اور جو اس قابل نہ تھے۔ وہ فنا ہو گئے۔

## حضرت نوحؑ کی عمر

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ ان کی عمر ہزار برس پر عقلی دلائل سے اعتراض کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر سے مراد ان کی قوم کی عمر ہے۔

## روح کا زمین سے تعلق

یہ سوال کہ فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان آخر کو اسی زمین سے قیامت کو اٹھیں گے۔ پھر کیا روح کا تعلق اس زمین سے رہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں رہتا ہے مگر روح کا مقام خدا تعالیٰ نے اور بنایا ہے یہ ظاہری قبر نہیں۔ مگر اس قبر سے اس کا ایک گہرا تعلق رہتا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی قبر پر دُعا کرنے جائے۔ تو اس کے پاؤں کی آہٹ بھی وفات یافتہ کو بعض دفعہ سنائی دیتی ہے۔

## وتر کا طریق

ایک سوال آپ کا یہ ہے کہ کیا وتر اس طرح پڑھے جا سکتے ہیں کہ تینوں رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں اور درمیان میں دو رکعتوں کے بعد تشہد نہ بیٹھا جائے جواب یہ ہے کہ وتر کا صحیح طریق یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے سلام پھیر دے۔ پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھے اور التحیات کے بعد سلام پھیرے۔ یا دوسری رکعت کا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔

(الفضل 15 ستمبر 1935ء)

☆......☆......☆

مکرم سعید فطرت صاحب

# بچوں کے کھلونے تعمیری سوچ پر مبنی ہونے چاہئیں

ہر قوم میں کسی نہ کسی تہوار کا تصور نا گزیر ہے۔ قوموں کی زندگی میں تہواروں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ چھوٹے بڑے سب کے سب ہی اس دن خوش نظر آتے ہیں۔ نئے کپڑے پہننے کا رواج بھی بہت پرانا ہے۔

ہمارے ہاں عیدین کا تصور ہے۔ ہندوؤں کے اپنے تہوار ہیں۔ ہولی اور دیوالی کے دن تہوار کے طور پر منائے جاتے ہیں۔ عیسائی قوم کرسمس کو بڑے اہتمام سے مناتی ہے۔ کروڑوں روپے آگ کے شعلوں میں اڑا دیئے جاتے ہیں۔ فضول خرچی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور یہ سب کچھ بغیر احساس کے فرض سمجھتے ہوئے ہوتا ہے۔ عیدین پر اپنے اپنے حالات کے مطابق دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ بازاروں کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔ دکانیں اور شاپنگ سنٹرز مختلف رنگوں کی جھنڈیوں اور بجلی کے قمقموں میں جگمگا رہے ہوتے ہیں۔ پان سگریٹ کی دکانوں اور جوس کارنرز پر میوزک کا شور بھی ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس سے انجوائے کرتے ہیں اور بعض لوگ اپنی طبیعت کے مطابق اس شور سے گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ ہر آدمی اپنی اپنی ضرورت کے مطابق خریداری میں مصروف ہوتا ہے۔ خواتین اور بچے خریداری میں کسی سے پیچھے نہیں ہوتے۔

آج تہواروں میں بچوں کے کھیلنے کے لئے بڑے بڑے پستول کے ماڈل کلاشنکوف کے خوفزدہ کرنے والے ماڈل اور بڑے بڑے تباہ کن ہتھیاروں کے دہشت ناک پلاسٹک کے کھلونے ہمارے بچوں کے ذہن پر برے اثرات چھوڑ رہے ہیں۔ بچے جب ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں تو یہی کھلونے پستول اور ہتھیار ایک دوسرے کے سر پر تان کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ہتھیار بنانے والوں نے اتنے خوبصورت بنائے ہوئے ہیں کہ ہر بچہ اسے خریدنے پر نہ صرف یہ کہ ضد کرتا ہے بلکہ بالآخر خرید کر دم لیتا ہے۔

مقدس مذہبی تقریبات پر بھی کھلونے بیچنے والے اسی قسم کے بیہودہ ماڈل اسی قسم کے کھلونے بازاروں میں سجاتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے کھلونے اپنے اصل ہتھیاروں کیلئے بطور تعارف کے کام دیتے ہیں۔ پھول جیسے بچوں کے ہاتھوں میں مکروہ کھلونے دینا قوم کے بچوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ ایسے بچے جن کے ہاتھوں میں پستول اور گنز تھمائے ہوئے ہیں۔ ان سے کھیلنے والے بچوں کا مستقبل کمپیوٹر اور سائنس کا مستقبل نہیں بلکہ ایک غیر معروف مستقبل ہے۔ جس کی اپنی کوئی پہچان نہیں جس کا اپنا کوئی نام نہیں۔

ایسے کھلونوں کے بجائے چھوٹے چھوٹے کمپیوٹر کے کھلونے اور بچوں کی صحت پر مثبت اثرات چھوڑنے والے کھلونے متعارف کروائے جائیں۔ بچے ہمارے مستقبل کے معمار ہیں۔ ان کی اخلاقی روحانی اور معاشرتی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔ ایسے کھلونے جن کا اثر بچے کی صحت پر منفی طور پر ہو رہا ہو۔ اس کے مقابلہ میں اچھے کھلونے اور خوش کن تفریح بچے کے لئے مہیا کی جائے۔ جو لوگ پستول کے کھلونے اور کلاشنکوف کے کھلونے بنا سکتے ہیں۔ وہ بلڈ پریشر ناپنے والے آلہ کے کیوں کھلونے نہیں بنا سکتے۔ وہ اس قسم کے کھلونے کیوں نہیں بنا سکتے جو ڈاکٹر (سٹیتھوسکوپ) گلے میں ڈال کر پھرتے ہیں اور مریض کے چیک اپ کرتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ معزز قوم کے بچے معزز کھلونوں سے کھیلتے ہیں۔ نہ کہ جرائم پیشہ لوگوں کی ڈگر پر کھلونوں کی مدد سے چلتے ہیں۔

ہمارا مستقبل تابناک مستقبل ہے۔ ہمارا مستقبل کمپیوٹر، ریاضی اور سائنس کا مستقبل ہے۔ یہ ہمارا خواب ہے۔ جو صرف اسی صورت میں شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ جب ہمارے بچوں کے ہاتھوں میں مثبت کھلونے ہوں۔ تہوار بھرپور جذبات کے ساتھ منانے چاہئیں۔ لیکن پستول بندوق اور کلاشنکوف کے کھلونوں کے ساتھ نہیں۔ بلکہ ہمارے معاشرے میں بچوں کے ہاتھوں میں کمپیوٹر کے کھلونے ہوں جو ہمارے بچوں کی فکری پرورش کے لئے بہت ضروری ہیں۔

مکرم ناصر احمد صاحب ایڈووکیٹ

# محترم شیخ منیر احمد صاحب مرحوم امیر جماعت لاہور

آپ میں خاکساری، عاجزی، فروتنی، خوش خلقی بہت زیادہ تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شکل وصورت بھی خوب دی ہوئی تھی ۔ آپ کا چہرہ ہر وقت تازہ دکھائی دیتا تھا۔ دوست احباب سے خوب ملتے۔ بعض اوقات دوست احباب کی مجلس بھی برپا کرتے ۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آقا نے انہیں ایک عظیم ذمہ داری سونپی اور امیر جماعت لاہور مقرر فرمایا۔

محترم شیخ صاحب 1970ء کے اواخر میں ساہیوال میں بطور سول جج تشریف لائے۔ آپ کی فیملی آپ کی بیگم صاحبہ اور ایک بیٹا بعمر 8/9 ماہ نبیل احمد تھے۔ خاکسار کی نئی نئی وکالت تھی۔ شیخ صاحب سے تعارف ہوا۔ کچہری عدالت سے باہر دوستی شروع ہوئی۔ بہت تعلق بنا جو آخر تک قائم رہا۔ تقریباً 40 سال دوستی رہی۔ ایک دوسرے کا عزت و احترام بہت تھا۔ ساری زندگی شیخ صاحب کی عدالت سے دور رہا۔ جنوری 1971ء میں خاکسار کی شادی ہوئی۔ محترم شیخ صاحب بمعہ بیگم صاحبہ برات کے ساتھ گئے۔ پھر ہمارے گھریلو تعلقات کا آغاز ہوا۔ شادی کے فوراً بعد سب سے پہلی دعوت ہماری شیخ صاحب نے کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ محترم شیخ صاحب کی گھریلو زندگی بہت شاندار تھی۔ میاں بیوی کا آپس میں بہت محبت و پیار اور احترام کا تعلق تھا۔ ان سے بہت کچھ سیکھا۔ جو ان میں مشاہدہ کیا۔ اس کو اپنانے کی کوشش کی۔

وکلاء اور سائلین سب محترم شیخ صاحب کے گرویدہ تھے۔ ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ میرا کیس ان کی عدالت میں لگے۔ وکلاء ان کی عدالت میں مقدمات کی پیروی کرتے وقت ہرگز کوئی Tension محسوس نہ کرتے۔ بعض وکلاء اب بھی ان کی بے شمار باتیں یاد کرتے ہیں اور بعض مقدمات کے فیصلہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ صاف ستھرے ذہن کے مالک تھے۔ طبیعت بڑی نفیس تھی ہر وقت اپنی کرسی کے پیچھے صاف شفاف سفید تولیہ رکھتے تھے۔ جس سے گرمیوں کے موسم میں وقتاً فوقتاً ہاتھ صاف کرتے رہتے تھے۔ ان کی یہ ادا اب تک بھی سینئر وکلاء کو یاد ہے۔ محترم شیخ صاحب عدالت کا کام عدالت میں ختم کر کے جاتے تھے۔ سارا دن کام کرتے تھے۔ عدالت سے جب گھر آتے۔ تو عدالت کی تھکن اور کام کا بوجھ عدالت کے سپرد کر کے آتے ۔ شام کو پڑھنا پڑھانا۔ محدود ملاقاتیں گھر میں وقت گزارنا ان کا معمول تھا۔ گھر میں کسی مقدمہ کی کبھی فائل نہ لے کر آئے۔ مقدمات کی سماعت مکمل ہوئی اور حکم سنا دیا۔ حکم سنانے میں کبھی تاریخیں نہ دیتے۔ سائیکل پر عدالت آتے جاتے۔ جمعہ کو خاص طور پر پہلے سائیکل پر گھر جاتے۔ پھر جمعہ کیلئے بیت الحمد آتے۔ یہ تقریباً 7، 8 کلومیٹر سفر بنتا تھا۔ کبھی جمعہ پر لیٹ نہ آئے۔ بلکہ بروقت پہنچتے۔ حالانکہ وقت تنگ ہوتا تھا۔

محترم شیخ صاحب 81-1980ء میں بطور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تعینات تھے۔ ان دنوں کے دو مقدمات کا میں تفصیل سے ذکر کرتا ہوں۔ دو پارٹیوں کی آپس میں مخالفت تھی۔ قتل کے مقدمات تھے۔ ایک فریق کے 5 آدمی بس پر سرگودھا سے گاؤں جا رہے تھے۔ رستہ میں مخالف فریق کے 4 آدمی مسلح انتظار میں تھے۔ انہوں نے بس روکی۔ اور ایک ایک کو نیچے اتار کر بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ مقتول فریق نے پانچ آدمیوں کے خلاف پرچہ درج کرایا۔ 4 اصل ملزم اور ایک بے گناہ۔ مقدمہ آپ کی عدالت میں آیا۔ سماعت کے دوران ملزم فریق نے محترم شیخ صاحب کو آج سے تیس سال قبل 20 لاکھ روپیہ رشوت دینے کی کوشش کی جو آجکل کا 20 کروڑ بنتا ہے۔ شیخ صاحب نے انکار کیا۔ وہ بضد ہوئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔ میں ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔ اس طرح وہ بھاگ گئے۔ مقدمہ کا فیصلہ اس طرح ہوا۔ کہ جو 4 صحیح ملزم تھے ان کو سزائے موت اور پانچواں بری وہ بے گناہ تھا۔ محترم شیخ صاحب نے آخر تک مقدمہ پر نظر رکھی۔ سپریم کورٹ تک فیصلہ برقرار رہا۔ رحم کی اپیل بھی مسترد ہوئی اور سزا پر عمل درآمد ہوا۔

ایک مقدمہ دیوانی تھا۔ کروڑوں کی جائیداد تھی۔ جس کی جائیداد تھی وہ ہر طرح سے بے چارہ تھا۔ جو قابض تھے۔ وہ اثر ورسوخ والے تھے۔ ایک صاحب بڑی عدالت میں جج تھے۔ دباؤ سے سول جج سے ڈگری حاصل کی گئی تھی۔ اپیل شیخ صاحب کی عدالت میں آئی۔ جج صاحب کے چھوٹے بھائی ایڈووکیٹ تھے۔ بعد میں وہ بھی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج بنے۔ ملتان میں خود ان کی عدالت میں پیش ہوا۔ وکیل صاحب شیخ صاحب کے پاس آئے۔ جج صاحب نے پیغام دیا کہ اپیل خارج کرنی ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ اس وقت اپیل میرے ذہن میں نہیں۔ کل پتہ کرنا۔ جب کل وکیل صاحب ملے تو شیخ صاحب نے فرمایا۔ وہ اپیل بڑی مضبوط ہے۔ نیچے بڑا ظلم ہوا ہے۔ میں وعدہ نہیں کر سکتا۔ اگلے دن پھر وکیل صاحب ملے کہ جناب جج صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ اپیل ٹرانسفر کر دیں۔ شیخ صاحب نے وعدہ کر لیا کہ ٹرانسفر کر دوں گا۔ فرماتے کہ میں نے رات کو سوچا کہ بے ایمانی میں حصہ دار تو بن گیا کہ موقعہ دیا کہ ظلم ہو جائے۔ دوسرا جج تو یقیناً اپیل خارج کر دے گا۔ چنانچہ میں نے مقدمہ ٹرانسفر نہ کیا۔ اپیل کی سماعت کی اور منظور کر لی۔ اس سے اگلے روز وکیل صاحب آئے۔ اور کہا کہ جج صاحب نے فرمایا ہے کہ اپنا بوریا بستر باندھ لو۔ چنانچہ محترم شیخ صاحب کو میانوالی ٹرانسفر کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ہائی کورٹ حلقوں اور وکلاء میں کافی مشہور ہو گیا۔ شیخ صاحب نے وکیل صاحب سے کہا وہ میرے باس ہیں۔ اس حکم کی میں تعمیل کروں گا اور میانوالی چلے گئے۔ تین ماہ بعد مسٹر خالد پال رجسٹرار ہائی کورٹ بنے۔ ساہیوال میں اکٹھے رہے تھے۔ شیخ صاحب کا بہت احترام کرتا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ کدھر آنا چاہتے ہیں۔ وہ سارے واقعات جانتا تھا۔ چنانچہ محترم شیخ صاحب تین ماہ بعد شیخوپورہ تشریف لے آئے۔

محترم شیخ صاحب نہ صرف دیانتدار اور لائق تھے۔ بلکہ نڈر اور بہادر بھی تھے۔ فیصلہ کرتے وقت نہ کسی کا خوف ہوتا اور نہ کوئی لالچ بطور جج جوان کی زندگی گزری۔ وہ قابل رشک تھی۔ ان کی مہمان نوازی ملنے ملانے والے سب معترف۔ ان کی گھریلو زندگی نہایت اعلیٰ۔ جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے موقعہ عطا فرمایا۔ ساری جماعت رطب اللسان ۔ جماعتی کام کو خوب آگے بڑھایا۔ بڑے ہی پُر وقار تھے۔

ان سے آخری ملاقات 19 مئی 2010ء کو ہوئی۔ دفتری ملاقات ہوئی۔ فوراً اٹھ بیٹھے۔ باہر کنٹین پر چلتے ہیں آپ کو ناشتہ کرواتے ہیں ۔ چوہدری مبشر لطیف صاحب نے دو اور دوست بلا لئے۔ ناشتہ کیا۔ خوب باتیں ہوئیں ۔ میں نے اجازت حاصل کی۔ تو پھر پیچھے آ گئے۔ دوپہر کا کھانا گھر پر ہوگا۔ بڑی مشکل سے اجازت حاصل کی۔

اے جماعت احمدیہ کے معصوم شہیدو! آپ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے جلو میں رہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے پیار و محبت ملے۔ آپ کے لواحقین کے گھر خدا تعالیٰ برکتوں سے بھر دے۔ وہ بھی فدائی احمدی بنیں اور ان کو بھی خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق نصیب ہو۔ آمین

☆…………☆…………☆

مشہور شہر

## الجزائر شہر

## (ALGIERS CITY)

الجزائر کا دارالحکومت ، بندرگاہ، تجارتی، ثقافتی اور عسکری نوعیت کا شہر، آبادی 35 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

اس کی بنیاد 10ویں صدی عیسوی کے آخر میں رومی آئیکوسم (ICOSIUM) کے مقام پر بربروں نے رکھی تھی ۔ ترکی کے مشہور امیر البحر باربروسہ (تقریباً 1483-1546ء) نے الجزائری باشندوں کو بربروں کے ظلم وتشدد سے نجات دلانے کیلئے 1518ء میں اس پر قبضہ کر لیا ۔ امیر آف الجزائر کے کہنے پر باربروسہ نے ہسپانویوں سے پینن (PENON) کا جزیرہ چھین لیا اور پھر اسے مقامی باشندوں کے لیے آزاد کر دیا ۔ اس نے موروں (MOORS) کو متحد کر کے الجزائر شہر کی ترقی میں بڑا اہم کردار ادا کیا یہ باربروسہ کی انتظامی صلاحیتوں کا کمال تھا کہ اس شہر نے بہت تھوڑے عرصے میں بہت زیادہ ترقی کی اور اسی بناء پر اس کا شمار افریقہ کے انتہائی ترقی یافتہ شہروں میں ہونے لگا۔

اہل یورپ نے دنیا بھر میں باربروسہ کو ایک ظالم اور جابر شخص کی حیثیت سے متعارف کروایا تھا لیکن اس نے الجزائری باشندوں کو اپنے عمدہ کردار کے ذریعے باور کرا دیا کہ وہ ظالم اور جابر نہیں ہے اور اسی بناء پر الجزائر میں اس کی قدرومنزلت میں اضافہ ہوا اس نے جنیوا کے مشہور امیرالبحر آنڈریا ڈوریا کو دو مرتبہ شکست سے دوچار کیا اور یورپ کے جنوبی ساحل پر تسلط قائم کر لیا (1533-1544ء) اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے حامل باربروسہ نے قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) میں انتقال کیا۔

سولہویں صدی میں یہاں ایک قلعہ تھا جو بلندی پر واقع تھا بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے سارے شہر کو قصبہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

1830ء میں فرانسیسیوں نے الجزائر پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے بربر لٹیروں کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا اور اس طرح ترکوں کا یہ شہر ایک فوجی اڈے یا چھاؤنی میں تبدیل کر دیا گیا ۔ تاکہ شمالی اور مغربی افریقہ کے کنٹرول کو فرانسیسی مستحکم بنا سکیں۔ فرانسیسیوں نے الجزائر کو اپنی عملداری میں لینے کے بعد اپنے قوانین اور ضابطے مقرر کئے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طول دے سکیں۔

1950ء کی دہائی میں الجزائری عوام فرانسیسی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آزادی حاصل کرنے کے لیے مسلح جدوجہد شروع کر دی ان کی مسلح جدوجہد اس وقت اپنے انجام کو پہنچی جب فرانس کے صدر ڈیگال نے 1962ء میں ان کی آزاد حیثیت کو تسلیم کر لیا تو الجزائر شہر ملک کا صدر مقام قرار پایا۔

کیچاؤ (KETCHAOUA) مسجد یہاں کی اہم مسجد ہے اسے قبل ازیں (1845 سے 1962 تک) گرجا گھر کی حیثیت حاصل تھی۔

دوسری جنگ عظیم میں افریقہ میں یہ اتحادیوں کا ہیڈ کوارٹر تھا یہاں دو یونیورسٹیاں ہیں جن میں ایک یونیورسٹی آف الجزائر ہے ۔ اس کا قیام 1879ء میں عمل میں آیا اور اسے فرانسیسیوں نے قائم کیا تھا ۔ آزادی کے بعد قائم ہونے والی یونیورسٹی کو یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا نام دیا گیا۔ یہ یونیورسٹی 1974ء میں قائم کی گئی تھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ بھی ہے اور اس ہوائی اڈے کو دنیا بھر کے ہوائی اڈوں سے مربوط کر دیا گیا۔

(مکرم امان اللہ امجد صاحب)

# شذرات۔ حقیقی جہاد فی سبیل اللہ

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:۔

جس طرح ہمارے تمام دینی تصورات محدود اور مسخ ہو چکے ہیں، اسی طرح جہاد کا لفظ بھی ہمارے ہاں بہت ہی محدود معنی میں استعمال ہو رہا ہے بلکہ اکثر و بیشتر بہت غلط معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لیں کہ جہاد فی سبیل اللہ ہے کیا؟ اس لفظ کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

ہمارے دین میں اس کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اس جہاد کی کیا کیا شکلیں ہیں؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اس کا نقطہ آغاز کیا ہے؟ اس کی پہلی منزل کیا ہے اور اس کی آخری منزل کون سی ہے؟ اس ضمن میں **ایک عظیم مغالطہ تو یہ ہوا کہ جہاد کو جنگ کے ہم معنی بنا دیا گیا، حالانکہ جہاد کے معنی ہرگز جنگ کے نہیں ہیں۔** جنگ کے لئے قرآن مجید کی اپنی اصطلاح ''قتال'' ہے جو قرآن میں بکثرت استعمال ہوئی ہے۔ یہ اصل میں جہاد کی ایک آخری صورت اور آخری منزل ہے، لیکن جہاد اور قتال کو بالکل مترادف بنا دینے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب جہاد کی وسعت اور ہمہ گیری پیش نظر نہیں رہی۔ اس ایک مغالطے کے بعد ستم بالائے ستم اور ظلم بالائے ظلم ہوا ہے کہ مسلمان کی ہر جنگ کو جہاد قرار دے دیا گیا۔ خواہ وہ خیر کے لئے ہو یا شر کے لئے۔ کوئی ظالم و جابر مسلم حکمران اپنی نفسانیت کے لئے اپنی ہوس ملک گیری کے لئے کہیں خونریزی کر رہا ہو تو اس کا یہ عمل بھی جہاد قرار پایا اور اس طرح اس مقدس اصطلاح کی حرمت کو بٹہ لگایا گیا ہے۔ آیئے ذرا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں کہ قرآن مجید کے نزدیک جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے۔

لفظ جہاد کا سہ حرفی مادہ ''ج ھ د'' ہے اور یہ لفظ اردو بولنے اور اردو لکھنے والوں کے لئے کسی درجہ میں بھی نامانوس نہیں ہے۔ جہد مسلسل، جدوجہد، یہ الفاظ اردو زبان میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ جہد کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ انگریزی میں اس کا مفہوم ان الفاظ میں ادا ہوگا۔ "To Exert Ones Utmost" **کسی بھی مقصد کے لئے کسی بھی معین ہدف کے لئے محنت کرنا کوشش کرنا، مشق کرنا جدوجہد کرنا اصلاً ''جہد'' ہے۔** لیکن عربی زبان میں یہی مادہ جب مختلف سانچوں میں ڈھلے گا تو اس سے لفظ ''مجاہدہ'' بنے گا جیسے لفظ ''مباہلہ'' ہے ''قتل'' اور ''مقاتلہ'' میں فرق یہ ہے کہ قتل ایک طرفہ فعل ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ جبکہ مقاتلہ یہ ہے کہ دو افراد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے آمنے سامنے آ کھڑے ہوں، وہ اسے قتل کرنے کے درپے ہو اور یہ اسے قتل کرنے کے درپے ہو۔ اسی طرح لفظ ''جہد'' میں یک طرفہ کوشش کا تصور سامنے آتا ہے، یعنی کسی ہدف اور مقصود کے لئے محنت کی جا رہی ہے، مشقت ہو رہی ہے، جبکہ مجاہدہ میں ایک اضافی تصور سامنے آئے گا کہ کوشش میں مختلف فریق شریک ہیں۔ ہر ایک کا اپنا کوئی مقصد اور اپنا کوئی نقطہ نظر ہے اور ہر ایک اس کوشش میں ہے کہ اپنے مقصد کو حاصل کرے اور اپنے خیال یا اپنے نظریے کو دنیا میں سربلند کرنے کی کوشش کرے۔

''جہاد فی سبیل اللہ'' درحقیقت قرآن مجید کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ جہاد اور مجاہدہ دونوں باب مفاعلہ سے مصدر ہیں۔ انگریزی میں اب اس کو یوں ادا کیا جائے گا۔ To Struggle Hard۔ اس لئے کہ Struggle میں کشمکش اور کشاکش کا مفہوم شامل ہے۔ جہد صرف کوشش ہے جبکہ جہاد یا مجاہدہ کشمکش اور کشاکش ہے اور انگریزی کے اس لفظ Struggle میں بھی یہ تصور موجود ہے مجاہدہ خواہ کسی مقصد کے لئے ہو، اس میں انسان کی صلاحیتیں، قوتیں اور توانائیاں بھی صرف ہوں گی اور مالی وسائل و ذرائع بھی صرف ہوں گے۔ ان دو کے بغیر دنیا میں کوئی کوشش ممکن نہیں ہوتی۔ ابتدائی سطح پر کسی بھی مقصد کے لئے کسی بھی نصب العین کے لئے کسی بھی خیال کی ترویج و اشاعت کے لئے انسان کو کچھ مالی وسائل و ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن سے وہ اپنے نصب العین اور آئیڈیا کو Project کر سکے۔ لہٰذا قرآن مجید میں بھی آپ دیکھیں گے کہ اس مجاہدے کے ساتھ دو الفاظ آپ کو ہر جگہ ملیں گے۔

''اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ'' یعنی اس مجاہدے، اس جدوجہد اور اس کی کوشش میں اپنے مال بھی کھپاؤ اور اپنی جانیں بھی کھپاؤ جیسا کہ سورۃ الحجرات کی آیت میں ارشاد ہوا ''اور انہوں نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ''۔ اس جہاد کے لئے ایک تیسری چیز جو بہت ضروری ہے وہ کسی ہدف کا معین ہونا ہے۔ کوئی مقصود معین ہو، کوئی نصب العین ہو، جس کے لئے وہ محنت اور مشقت کی جائے۔ لہٰذا سورۃ الحجرات میں فرمایا گیا ''اور انہوں نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں کھپائی اس میں اپنی جان بھی اور اپنے اموال بھی''۔ ایک بندہ مومن کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا نقطہ آغاز خود اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ ہے۔ اس لئے کہ ایمان کا حاصل تو یہی ہے کہ انسان نے اللہ کو مانا، اللہ کے رسول کو مانا، اللہ کی کتاب کو مانا، آخرت کو مانا، بعث بعد الموت، حساب کتاب اور جزا و سزا کو مانا۔ اگر یہ ماننا صرف زبانی اقرار کے درجے میں نہیں ہے بلکہ فی الواقع ان حقائق پر انسان کا ذہن مطمئن ہو چکا ہے، دل میں یقین جاگزیں ہو گیا ہے اور اس سے اس کا باطن منور ہو گیا ہے تو اس کا نتیجہ لازمی یہ ہو گا کہ اس کے اپنے اندر ایک کشاکش پیدا ہو گی، ایک تصادم اس کی شخصیت کی داخلی میدان کارزار میں برپا ہو جائے گا۔ اس کشاکش کا آغاز اسی لمحے ہو جاتا ہے جیسے ہی ایمان دل میں داخل ہوتا ہے۔

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ خواہ تمہاری بھوک ہو یا شہوت ہو یا کوئی اور فطری جذبہ اور تقاضا تمہارے باطن میں سے ابھر رہا ہو، اس کی تسکین اب حلال اور حرام کی قیود اور حدود کے اندر اندر کرنی ہو گی، مادر پدر آزاد ہو کر اب کوئی کام نہیں ہو گا۔ یہیں سے اس کشاکش کا آغاز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا۔

''اے اللہ کے رسول سب سے اعلیٰ اور افضل جہاد کون سا ہے؟

جواباً آپ نے ارشاد فرمایا: ''کہ تو اپنے نفس کے ساتھ کشمکش کرے اور اسے اللہ کی اطاعت کا عادی اور خوگر بنائے''۔

یہ نقطہ آغاز ہے جہاد کا جیسے کہ ایک اور مقام پر آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم میں سے کوئی شخص حقیقی معنی میں مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس تابع نہ ہو جائے اس کے کہ جو میں لے کر آیا ہوں''۔

اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ جو لوگ مجاہدہ فی سبیل اللہ کے اس باطنی میدان کارزار میں کوئی فتح اور بالادستی حاصل کئے بغیر باہر دشمنوں سے لڑائی لڑنا شروع کر دیتے ہیں وہ دراصل خود فریبی کا شکار ہیں۔ باہر کے دشمنوں سے نبرد آزمائی اور مجاہدہ و مقاتلہ سے پہلے اپنے نفس سے کشاکش اور اسے احکام الٰہی کا پابند بنانے کی جدوجہد لازم اور ناگزیر ہے۔ اس لئے کہ جہاد و مجاہدہ کا صحیح اور فطری طریقہ یہی ہے کہ مجاہدے کا آغاز خود اپنی ذات سے ہو۔ جس طرح ایک پودا زمین میں سے نکلے، پھوٹے اور پھر پروان چڑھے تو وہ ایک مضبوط و تناور درخت بن سکتا ہے۔ اسی طرح مجاہدہ مع النفس وہ جڑ ہے جو انسانی شخصیت کے باطن میں اگر گہری نہ اتر گئی ہو اور صرف اوپر ہی اوپر زمین میں اٹکی ہوئی ہو تو پھر یہ کسی بھی سیلاب اور کسی بھی نوع کے دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ یہ مجاہدہ مع النفس جب انسان کے باطن سے پھوٹتا ہے تو یہ اللہ کے دین کے دشمنوں سے مجاہدہ، کشاکش اور جدوجہد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی اولین منزل دعوت اور تبلیغ و تلقین ہے۔

یہ درحقیقت اس مجاہدہ فی سبیل اللہ کا خارج میں پہلا ہدف ہے کہ جو بات آپ نے حق مانی ہے اس کی حقانیت کا اعلان کیجئے، اس کی حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش کیجئے۔ یہ آپ کی شرافت نفس کا تقاضا بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بڑی پیاری حدیث ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔

دعوت و تبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ اس میں تلقین اور نصیحت بھی شامل ہے اور حق کی نشر و اشاعت اور اس کا ابلاغ بھی۔ اس ابلاغ کے لئے ظاہر بات ہے کہ ہر دور میں جو بھی ذرائع میسر ہوں وہ بھرپور طریقے پر استعمال کئے جائیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ آپ انفرادی ملاقاتیں بھی کرتے تھے۔ آپ گلیوں میں بھی تبلیغ فرماتے تھے جہاں کہیں معلوم ہوا کہ قافلہ ٹھہرا ہوا ہے وہاں پہنچ کر اپنی دعوت پیش فرماتے تھے۔ حج کے ایام میں آپ کی یہ دعوتی سرگرمیاں پورے عروج کو پہنچ جاتی تھیں۔ ملک کے کونے کونے سے لوگ آئے ہوتے تھے۔ آپ مختلف وادیوں میں گھومتے اور جہاں کہیں کسی قبیلے کا پڑاؤ دیکھتے وہاں جا کر اپنی دعوت پیش کرتے۔ یہ ہے درحقیقت جہاد فی سبیل اللہ کا اولین مرحلہ۔ اسے تبلیغ کہئے، دعوت کہئے یا نشر و اشاعت کہئے۔ اس میں محنت و مشقت ہو گی، اوقات صرف ہوں گے، صلاحیتیں کھپیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہو گی کہ باصلاحیت لوگ آئیں اور اپنی صلاحیتوں کو اس راہ میں صرف کریں۔ (روزنامہ نوائے وقت یکم جولائی 2005ء)

## 3 کتابیں

1894ء میں جب سورج اور چاند گرہن کا نشان وقوع ہوا تو حضرت قاضی محمد اکبر صاحب نے اپنے دوستوں سے کہا کہ حضرت مولوی برہان الدین سے ملاقات کریں اور حضرت امام مہدی کے متعلق دریافت کریں۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب نے دو کتب اور ایک خط حضرت قاضی محمد اکبر کی طرف بھجوایا۔ اس دوران ایک اور کتاب بھی قاضی صاحب کو کہیں سے ملی۔ خط اور کتب کی وصولی سے قبل آپ نے رویا میں دیکھا کہ آپ کو تین کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب پڑھنے کے لئے آپ نے کھولی تو اس کے اندر گند بھرا ہوا ہے اور بدبو آ رہی ہے۔ اس پر آپ نے وہ کتاب پھینک دی۔ پھر دو کتابوں کو دیکھا کہ ان سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ کا رویا اس طرح پورا ہوا کہ ان تینوں کتب میں سے ایک کتاب حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تردید پر تھی۔ آپ نے پہلے اسے پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق دلآزار الفاظ دیکھے تو اس کا پڑھنا ترک کر دیا۔ اس کے بعد مولوی برہان الدین صاحب کی بھجوائی ہوئی دو کتب اور خط پڑھے تو انہیں اپنی رویا کے عین مطابق پایا تو پہلے آپ نے تحریری بیعت کی اور پھر جلدی قادیان پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔

(تاریخ احمدیت جموں و کشمیر ص58)

☆......☆......☆

# اطلاعات و اعلانات

**نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔**

## تقریب آمین

۞ مکرم عطاء القدوس صاحب معلم سلسلہ چھور مغلیاں چک 117 ضلع ننکانہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

چھور مغلیاں چک 117 کے دو بچوں اصفہان احمد ولد مکرم افتخار احمد صاحب اور وصی عرفان ولد مکرم عرفان احمد کاہلوں صاحب نے 12 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے ان کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ تقریب آمین کے موقع پر خاکسار نے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ اصفہان احمد مکرم چوہدری مختار احمد صاحب صدر جماعت چھور مغلیاں چک 117 کا پوتا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے، ترجمہ سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## تقریب آمین

۞ مکرم نعیم احمد کاہلوں صاحب چھور مغلیاں چک 117 سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میری بھانجی فیضیہ طارق بنت مکرم محمد طارق صاحب نے 7 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کر لیا ہے۔ اس کی والدہ نے اسے قرآن کریم پڑھایا ہے بچی مکرم محمد امین کاہلوں صاحب کی نواسی ہے۔ مورخہ 7/اکتوبر کو تقریب آمین ہوئی اور مکرم قدیر احمد عارف صاحب معلم سلسلہ نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو باقاعدہ تلاوت قرآن کرنے، ترجمہ سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## درخواست دعا

۞ مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری بھانجی مکرم عاتقہ جبار صاحبہ زوجہ مکرم عبدالجبار صاحب دارالفضل ربوہ دل کے عارضہ کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کے CCU میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پیچیدگیوں کے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

۞ مکرم قدیر احمد طاہر صاحب معلم وقف جدید نسیم آباد فارم ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

محترمہ خالدہ ناصر صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری ناصر احمد واہلہ صاحب امیر ضلع عمرکوٹ کا برین ٹیومر کا آپریشن ساؤتھ سٹی ہسپتال کراچی میں ہوا ہے اور وینٹی لیٹر پر ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

## نکاح و تقریب شادی

۞ مکرم رانا توصیف الرحمٰن خاں صاحب نائب قائد تربیت نومبائعین مجلس انصار اللہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم شجیع الرحمٰن خاں صاحب واقف نو جرمنی کے نکاح کا اعلان 9/اگست 2013ء کو مکرمہ سونیا خاں صاحبہ واقفہ نو بنت مکرم عبدالرافع خاں صاحب جرمنی کے ساتھ مبلغ 7 ہزار یورو حق مہر پر مکرم عبدالمغنی شاہد صاحب نے باب الابواب ربوہ میں کیا۔ دلہا حضرت چوہدری طفیل محمد خاں صاحب آف سڑوعہ رفیق حضرت مسیح موعود کا پوتا اور محترم رانا احسان الحق صاحب آف سڑوعہ کا نواسہ ہے۔ دلہن مکرم چوہدری عبدالقادر خاں صاحب کی پوتی، حضرت عبدالحئی صاحب آف کاٹھگڑھ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور مکرم رانا محمد شریف خاں صاحب آف سڑوعہ کی نواسی ہے۔ 9 ستمبر 2014ء کو جرمنی میں شادی کی تقریب ہوئی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے۔ آمین

## اعلان دارالقضاء

(مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ ترکہ
مکرم لطیف احمد صاحب)

مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم لطیف احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 9 بلاک نمبر 3 محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 10 مرلے 148 مربع فٹ میں سے 6 مرلے 12 مربع فٹ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ میری بیٹی شازیہ پروین صاحبہ کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء میں سے خاکسار، شاہد محمود صاحب، رضوان احمد صاحب، عثمان احمد صاحب اور زاہدہ اعجاز صاحبہ کو کوئی اعتراض نہ ہے۔ جبکہ دیگر ورثاء کی دستبرداریاں بعد میں بھجوادی جائیں گی۔

**تفصیل ورثاء**

1۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم خالد محمود صاحب (بیٹا)
3۔ مکرم طارق محمود صاحب (بیٹا)
4۔ مکرم شاہد محمود صاحب (بیٹا)
5۔ مکرم رضوان احمد صاحب (بیٹا)
6۔ مکرم عثمان احمد صاحب (بیٹا)
7۔ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (بیٹی)
8۔ مکرمہ پروین اختر صاحبہ (بیٹی)
9۔ مکرمہ زاہدہ اعجاز صاحبہ (بیٹی)
10۔ مکرمہ شازیہ پروین صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

## ملازمت کے مواقع

۞ میزان بینک لمیٹڈ کو پرنسل بینکنگ مینیجرز، ٹریڈ فنانس مینیجرز، ریلیشن شپ/کریڈٹ مینیجر (ایس۔ایم ای اینڈ کمرشل) آپریشنز، آفیسرز، کیش آفیسرز، پرسنل بینکنگ آفیسرز، ٹریڈ فنانس آفیسرز، بزنس ڈویلپمنٹ آفیسرز، ریلیشن شپ/کریڈٹ آفیسرز (ایس۔ایم۔ای اینڈ کمرشل) اور ایریا کو آرڈینیٹرز کی خالی آسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۞ سٹیٹ بینک آف پاکستان کو آفیسر گریڈ ون (OG-1) کی آسامیوں کے لئے بیچلرز ڈگری ہولڈرز سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ مزید تفصیل و درخواست فارم حاصل کرنے کے لئے وزٹ کریں۔

www.nts.org.pk

۞ پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ہوم ڈیپارٹمنٹ، لیبر اینڈ ہیومن ریسورس ڈیپارٹمنٹ اور مائنز اینڈ منرلز ڈیپارٹمنٹ میں ملازمتوں کا اعلان کر دیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے وزٹ کریں۔

www.ppsc.gop.pk

۞ Gerry's dnata ٹریننگ سینٹر نے لاہور اور کراچی میں فلائٹ آپریشنز آفیسرز لائسنس کورس میں داخلوں کا اعلان کر دیا ہے۔ ایسے احباب و خواتین جن کی تعلیم انٹرمیڈیٹ (میتھ رفزکس) ہو، داخلہ کیلئے اپلائی کر سکتے ہیں۔ مزید معلومات و داخلہ فارم ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے وزٹ کریں۔

www.gerrysdnata.com

۞ آفتاب سوپ فیکٹری پرائیویٹ لمیٹڈ کو اپنی نئی پراڈکٹس کی سیلز کے لئے ایریا سیلز مینیجر، ٹیریٹری سیلز آفیسر اور سیلز آفیسر کی ضرورت ہے۔ ایسے افراد جن کی تعلیم انٹرمیڈیٹ/گریجوایشن ہو اور سیلز اینڈ مارکیٹنگ میں 3 سے 5 سال کا تجربہ رکھتے ہوں اپنی CV اس ایڈریس پر 21 نومبر 2014ء تک ای میل کر سکتے ہیں۔

info@aftabsoapfactory.com

## سالانہ تربیتی پروگرام

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ

۞ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کو اپنا سالانہ تربیتی پروگرام مورخہ 21 نومبر 2014ء کو لیڈیز پارک بیوت الحمد کالونی ربوہ میں صبح 8 تا 2 بجے دوپہر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ رجسٹریشن کے بعد پونے نو بجے افتتاحی اجلاس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد افتتاحی خطاب محترم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ مقامی نے کیا اور افتتاحی دعا کروائی۔ اس تربیتی پروگرام کا موضوع "ابتلاؤں میں استقامت الٰہی جماعتوں کا شعار ہوتا ہے" تھا۔ افتتاحی دعا کے بعد مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ پاکستان نے اسی موضوع پر درس قرآن، مکرم ظفر احمد ظفر صاحب منتظم تربیت مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے درس حدیث اور مکرم مظفر احمد درانی صاحب معاون صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے درس ملفوظات دیا۔ 10 بجے فی البدیہہ تقریری مقابلہ، چائے کا وقفہ اور 70 سال سے بڑی عمر کے انصار کی میوزیکل چیئر کا مقابلہ ہوا۔

11:30 بجے اختتامی تقریب کا آغاز محترم سید قاسم احمد شاہ صاحب نائب صدر اول کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم یعقوب احمد بھٹی صاحب منتظم تربیت نومبائعین مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے قیادت تربیت کی طرف سے ملنے والا ایک تربیتی سرکلر "دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد" پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد مکرم محمد انور نسیم صاحب منتظم عمومی مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے سالانہ تربیتی پروگرام کی رپورٹ پیش کی۔ اور مہمان خصوصی نے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا، اختتامی خطاب فرمایا اور اختتامی دعا کروائی۔

دعا کے بعد نماز جمعہ و عصر کی تیاری کیلئے وقفہ ہوا۔ مکرم مظفر احمد ظفر صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس طرح قریباً دو بجے دوپہر یہ سالانہ تربیتی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ 450 سے زائد انصار نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

۞ یونیورسٹی آف لاہور کو ایلومینی کوآرڈینیٹر، سوشل میڈیا کوآرڈینیٹر، ڈیٹا اینالسٹ، سٹوڈنٹ، ریپریزنٹیٹو آفس کوآرڈینیٹر، لرننگ سینٹر کوآرڈینیٹر، ایگزیکٹو سیکرٹری، آفس مینیجر، پراجیکٹ مینیجر اور پروگرامر کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کیلئے 16 نومبر 2014ء کا اخبار روزنامہ جنگ ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت و تجارت)

☆☆☆☆☆☆☆

## پیٹریاٹ 3
## غوطہ خوروں کیلئے نئی ایجاد

بحری سفر کے ماہرین نے Patroit3 نامی ایک ایسا جیٹ پیک بنایا ہے جسے پہن کر نہایت تیز رفتاری سے غوطہ خوری کی جاسکتی ہے۔ یہ مشین خاص طور پر بحری افواج کے لئے تیار کی گئی ہے جس کی مدد سے گہرے سمندر میں نہایت تیز رفتاری سے تیراکی ممکن ہونے کے ساتھ زیر آب غوطہ خوری میں بھی آسانی آجائے گی۔ یہ بھی ایک طرح کا جیٹ پیک ہی ہے تاہم ہوا میں اُڑنے والے جیٹ پیک کے مقابلے میں یہ ذرا مختلف ہے۔ ہوا میں اُڑنے والا جیٹ پیک ہاتھوں سے کنٹرول ہوتا ہے جبکہ Patriot3 میں ہاتھ بالکل استعمال نہیں ہوتے، اسے کمر پر پہنایا باندھا جاتا ہے اور یہ تیراک کی رانوں تک ہوتا ہے۔ اسے پہن کے کوئی بھی انسان سمندر میں مچھلی کی طرح بآسانی تیراکی کرسکتا ہے۔

اس آبی جیٹ پیک میں دو پراپلرز، یعنی پنکھے نصب ہیں، ان کی مدد سے غوطہ خور سمندر کے تہہ میں چار ناٹ کی رفتار سے تیراکی کرسکتا ہے۔ اس آبی جیٹ پیک میں توانائی کے لئے مخصوص لیتھئیم بیٹری استعمال کی گئی ہے جو مکمل چارج ہونے کی صورت میں چار گھنٹے تک جیٹ پیک کو قابل استعمال رکھتی ہے۔ اس کا استعمال سمندر میں ڈوبتے لوگوں کو بچانے کے لئے بہت اہم ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی مدد سے گہرے سمندر میں بچھے میرین کیبلز کی مرمت کے کام میں بھی سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کا استعمال بہت آسان ہے، بس اسے سٹارٹ کرنا ہے۔ اس کے بعد تیراک یا غوطہ خور جس طرف بھی جانا چاہے گا، اس طرف اپنے سر کو ذرا سا موڑے گا اور اس کا رُخ اسی سمت میں ہوجائے گا۔

(www.dailypakistan.com)

## حیرت انگیز ایکیوریم

ٹوکیو میں ایک نیا فش ٹینک تیار کیا گیا ہے، جس کی صفائی کی ضرورت نہیں ہوگی نہ ہی پانی تبدیل کرنا پڑے گا اور نہ ہی کچھ عرصے بعد نیا واٹر فلٹر درکار ہوگا۔ ایکیوریم رکھنے والوں کو صرف بخارات بن کر اڑنے والے پانی کی مقدار جتنا پانی ایکیوریم میں ڈالنا ہوگا یا پھر مچھلیوں کو فیڈ دینا ہوگی، 15 لیٹر گنجائش والے ایکیوریم میں ایسی ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے، جس کی مدد سے مچھلیاں، پودے اور بیکٹیریا ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور ایک متوازن ایکوسسٹم بن جاتا ہے۔ ''ایوو'' نامی ایکیوریم میں ازخود صاف ہونے والا فلٹر نصب ہے، جس کو صاف کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، اس میں پرانے بیکٹیریا پودوں کی غذا بن جاتے ہیں اور نئے بیکٹیریا کے لئے جگہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح نقصان دہ امونیا نائٹریٹ پانی سے قدرتی طور پر ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے تبدیل نہیں کرنا پڑتا۔ (روزنامہ نئی بات 31/اکتوبر 2014ء)

### ربوہ میں طلوع وغروب 28۔نومبر

| | |
|---|---|
| طلوع فجر | 5:21 |
| طلوع آفتاب | 6:45 |
| زوال آفتاب | 11:56 |
| غروب آفتاب | 5:07 |

### ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28نومبر2014ء

| | |
|---|---|
| 6:10 am | Beverly Hills میں استقبالیہ تقریب 11 مئی 2013ء |
| 8:10 am | ترجمۃ القرآن کلاس |
| 9:55 am | لقاء مع العرب |
| 1:15 pm | راہ ہدیٰ |
| 3:50 pm | دینی وفقہی مسائل |
| 6:00 pm | خطبہ جمعہ Live |
| 9:20 pm | خطبہ جمعہ فرمودہ 28نومبر2014ء |

موسم سرما 2014/15 برانڈڈ کولیکشن دستیاب ہے
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ پاکستان
0092-47-6213312

قابل علاج امراض
ہیپاٹائٹس۔شوگر۔بلڈ پریشر
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ فون: 047-6211510
0344-7801578

KHAS COLLECTION
Lakin Aam Prices
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: +92-476212310
www.sahibjee.com

اٹھوال فیبرکس بوتیک ہی بوتیک
گرم مرینہ وول + اتحاد کاٹن 3P+4P جرمن لیلن + بے بی پرنٹ کاٹن، مردانہ کی تمام ورائٹی مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں
اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914

کاٹن، لیلن، لون اٹل، لیڈیز وجینٹس کی اعلیٰ ورائٹی مناسب ریٹس پر دستیاب ہے۔
لاہور فینسی کلاتھ ہاؤس النور مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: ملک خلیل احمد: 0300-7719022

FR-10